© rasailojaraid.com

پرویز

منکرِ حدیث ہے

یا

منکرِ قرآن

مولانا مدرار اللہ مدرار ۔ مردان

قسط ۴

تنقیدی جائزہ

سنۃ اللہ کے مفہوم میں تبدیلی | پرویز اس سلسلے میں سنۃ اللہ کا نام بھی لیتا ہے۔اور قرآن مجید کی ان آیتوں سے استدلال کرتا ہے جن میں سنۃ اللہ کی عدم تبدیل کا ذکر ہے۔ ان سے وہ یہ مطلب لیتا ہے کہ جن قوانین پر کائنات چل رہی ہے وہ غیر متبدل ہیں۔اور اس کو کوئی بدل نہیں سکتا۔ (کتاب التقدیر صہ ۳۴)

لیکن سنۃ اللہ سے یہ مفہوم لینا قرآن کی معنوی تحریف ہے۔جس کا پرویز مجرم ہے۔قرآن مجید میں سنت الٰہی کا ایک خاص مفہوم ہے اور اسی اصطلاح خاص میں یہ لفظ کئی جگہ قرآن مجید میں استعمال ہوا ہے۔خیر و شر۔حق و باطل۔نور و ظلمت اور ظلم و انصاف جب باہم ٹکراتے ہیں تو بالآخر اللہ تعالیٰ خیر کو شر پر۔حق کو باطل پر۔نور کو ظلمت پر اور انصاف کو ظلم پر فتح و کامیابی عطا کرتا ہے۔ظالم اور مجرم قومیں جب حق کی دعوت قبول نہیں کرتیں اور پند و موعظت ان کے لئے مؤثر نہیں ہوتی۔تو اللہ تعالیٰ ان قوموں پر اپنا عذاب نازل کرتا ہے۔اور وہ بالآخر بجلی کی کڑک، آسمان کی گرج، زلزلے کی تھرتھراہٹ۔آندھی کی گھڑگھڑاہٹ، دریا کے طوفان۔پہاڑ کی آتش فشانی یا دشمن کی تلوار سے ہلاک اور برباد ہو جاتی ہیں۔یہی سنّت اللہ ہے۔جو ہمیشہ سے قائم ہے اور ہمیشہ قائم رہے گی۔اس میں کبھی کوئی فرق پیدا نہ ہوگا۔قرآن میں جہاں جہاں یہ لفظ آیا ہے۔اسی مفہوم میں آیا ہے۔چنانچہ مثال کے طور پر دو آیتیں ذیل میں لکھی جا رہی ہیں۔تاکہ قارئین کو کوئی شک و شبہ باقی نہ رہے۔

قریش داعیٔ حق کو شہر مکہ سے نکالنے کی تیاری کرتے ہیں۔اور اس دعوت کو قبول کرنے سے علانیہ انکار کر دیتے ہیں تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَ اِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ لِيُخْرِجُوْكَ مِنْهَا وَ اِذًا لَّا يَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ سُنَّةَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا وَ لَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيْلًا ۝ (بنی اسرائیل ع ۸)

اور وہ کفار قریش، تو چاہتے تھے کہ گھیرا دیں تجھ کو تاکہ وہ تجھے یہاں سے نکال دیں۔لیکن اگر ایسا ہو تو وہ میرے بعد کم ٹھہریں گے۔یہ دستور پڑا ہوا ہے ان رسولوں کا جن کو ہم نے تجھ سے پہلے بھیجا۔اور تو اللہ کے دستور کو ٹلنے نہ پائے گا۔ (بنی اسرائیل)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مدینہ کے منافقین اپنی شرارت سے باز نہیں آتے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

۲۔ اَیْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِیْلًا ۝ سُنَّةَ اللّٰهِ فِی الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِیْلًا ۝

وہ جہاں پائے گئے پکڑے گئے اور مارے گئے۔ جان سے دستور پڑا ہوا ہے اللہ کا ان لوگوں میں جو پہلے ہو چکے، اور تو اللہ کے دستور کو بدلنے نہ پائے گا۔"

ان آیتوں کو پڑھ لینے کے بعد "سنّت اللہ" کے مفہوم کے سمجھنے میں کس کو غلطی ہو سکتی ہے۔ بجز پرویز کی قسم کے لوگوں کو جو بظاہر داعی قرآن بن کر اپنے باطل نظریات و عقائد کی تائید کی خاطر قرآنی آیات کے مفاہیم اور معانی میں کھلم کھلا تحریف کرنے کے درپے ہیں۔

اسباب وعلل اور عارف رومیؒ علم کلام میں متکلمین اسلام نے اسماء وصفات اور صفتِ قدرت پر دقیق بحث کی ہے لیکن ہم یہاں عارف رومی رحمت اللہ علیہ کی مثنوی سے چند اشعار بطور استشہاد پیش کرتے ہیں وہی عارفِ رومی جنہیں علامہ اقبال پیرِ رومی کے نام سے یاد کرتے ہیں اور انہیں اپنا روحانی مرشد تسلیم کرتے ہیں۔ ان اشعار میں اسباب وعلل و قدرت پر حکیمانہ بحث کی گئی ہے۔

مولانا رومی اسباب وعلل اور قدرت کی تشریح ان الفاظ میں کرتے ہیں:۔

اے گرفتارِ سبب بیروں مپر ۔۔۔ لیک عزل آں مسبّب ظن مبر

اے وہ جو اسباب وعلل کی زنجیر میں گرفتار ہے حد سے زیادہ نہ اڑ۔ اور یہ خیال نہ کر ان اسباب وعلل کے بنا دینے سے وہ علّت العلل اور مسبب الاسباب بیکار ہو گیا۔

ہر چہ خواہد او مسبّب آورد ۔۔۔ قدرتِ مطلق سببہا بر درد

وہ حقیقی مسبب الاسباب جو چاہے کرے۔ اور اس کی قدرت علی الاطلاق اسباب کو توڑ دے۔

لیکن اغلب بر سبب راند نفاذ ۔۔۔ تا بداند طالبے جستن مراد

لیکن بیشتر وہ اسباب ہی کے مطابق دنیا کو چلاتا ہے تاکہ کام کرنے والوں کو اپنے حصول مقصد کا راستہ معلوم ہو۔

ایں سببہا بر نظرہا پردہ است ۔۔۔ کہ نہ ہر دیدار صنعش را سزاست

یہ ظاہری اسباب نگاہوں کے پردے ہیں کیونکہ ہر آنکھ اس کی صنعت کو نہیں دیکھ سکتی۔

از مسبب می رسد ہر خیر و شر ۔۔۔ نیست اسباب و وسائط را اثر

درحقیقت ہر نیک و بد اسی اصلی مسبّب الاسباب کے یہاں سے پہنچتا ہے اور اس میں ان درمیانی اسباب و وسائط کو دخل نہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

انبیاء در قطع اسباب آمدند — معجزاتِ خویش برکیواں زدند

انبیاء علیہم السلام قطع اسباب کے درپے ہیں۔ اور اپنے معجزات کا جھنڈا انہوں نے مریخ میں گاڑ دیا ہے

جملہ قرآں ہست در قطع سبب — عزِ درویش و ہلاکِ بولہب

تمام قرآن قطع اسباب کے بیان سے بھرا ہے۔ آنحضرتؐ کا غلبہ اور ابولہب کی بربادی اسی طرح ہوئی۔

مرغ بابیلے دو سہ سنگ افگند — لشکرِ زفت حبش را بشکند

پرندے کنکریاں پھینکتے ہیں۔ اور حبس کے سیاہ لشکر کو شکست دیتے ہیں۔

ہم چنیں ز آغاز قرآں تا تمام — رفضِ اسباب است وعلت والسلام

اسی طرح اول سے لے کر آخر تک قرآن کی بیشتر آیتیں اسباب وعلل کے بے اثر ہونے پر دلالت کر رہی ہیں۔

عارف رومی کی ان توضیحات کے پیش نظر اسباب وعلل اس وقت اپنا اثر چھوڑ دیتے ہیں جب اللہ تعالیٰ کی قدرت اور امر ان کی طرف متوجہ ہوتا ہو۔ اگر قطع اسباب کی یہی صورت پیغمبر کے ہاتھ پر ظاہر ہو تو اسے معجزہ کہتے ہیں۔ اور معجزہ خرق عادت اور قاعدہ علت ومعلولیت کی استثنائی شکست کا نام ہے۔ یہ درحقیقت ایسے طفل مزاج دوستوں پر اتمام حجت اور انکار وتکذیب کی راہ سے ان کو بچانے کے لئے ہے۔ جو بچوں کی طرح مٹھائی (عقل) کا نام لئے بغیر اعلیٰ حقیقت کی طرف ملتفت ہی نہیں ہوتے۔ لیکن جو شخص جدید فلاسفر ہیوم اور ہیگل کی طرح قادرِ مطلق کی قدرت اور غیب ہی کا منکر ہو یا جس کے قلب کو ابوجہل و ابولہب کی طرح باطل کی تاریکی نے سیاہ کر رکھا ہو اور اس کی ساری ذہنی صلاحیتیں تحریف قرآن کے لئے صرف ہو رہی ہوں اس کے سامنے قرآنی آیات اور معجزات پیش کرنے سے زیادہ سے زیادہ یہ جواب مل سکتا ہے کہ میں تو تجربیت اور طبیعات پر ایمان رکھتا ہوں اور اس چیز کو رد کرتا ہوں جس کی زد طبیعات اور سائنس پر پڑتی ہو۔

پرویز ہیوم اور ہیگل کے ملحدانہ فلسفے کا دل وجان سے پیرو کار ہے اور اسی بنا پر اس نے قرآن مجید کی آیتوں کے اصلی مفہوم ومعنی کو تبدیل کرتے ہوئے فلسفۂ جدید کے قالب میں ڈھالنے کی ناکام اور مذموم کوشش کی ہے۔

قرآن کا جائزہ لینے کی ضرورت (۲۹) قرآن کریم کی صحیح تعلیم اس صورت میں سامنے آسکتی ہے کہ ہم خالی الذہن ہو کر اس میں غور وفکر کریں۔ ہم سفر زندگی میں ذہنی تصورات اور معتقدات کا اس قدر سامان لئے چلتے ہیں کہ خود اسی کا بوجھ ہمیں آگے بڑھنے نہیں دیتا۔ ضرورت ہوتی ہے کہ ہم کبھی کبھی رک کر اس سامان کا جائزہ لیں اور دیکھیں کہ اس میں کون کون سی چیزیں غیر ضروری ہیں تاکہ انہیں الگ کر دیا جاسکے۔ اگر یہ جائزہ قرآن شریف میں لیا جاسکے۔ تو آپ دیکھیں گے کہ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد یہ بوجھ بہت ہلکا ہو جائے گا (ابلیس وآدم ص ۱۵)

اس عبارت میں ہم نے دیکھ لیا کہ پرویز کس جرأت اور جسارت کے ساتھ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ قرآن شریف کا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔ بلکہ وہ کہتا ہے کہ اگر ہم نے ایسا کیا تو بہت تھوڑے عرصے میں ہمارے معتقدات کا وہ بوجھ بہت ہلکا ہو جائے گا جو ہم قرآن کی رو سے اب تک اٹھاتے چلے آرہے ہیں۔ چنانچہ اس نے اپنی کتابوں بالخصوص "مفہوم القرآن" میں قرآن کا جائزہ لیا ہے۔ اور قرآن مجید کے بیان کردہ بے شمار حقائق میں اپنی خواہشات کے مطابق قطع و برید کر کے "مفہوم القرآن" کے نام سے ایک متوازی قرآن پیش کیا ہے اور یہ ایک بہت بڑی جسارت ہے جس کا ارتکاب اس نے کیا ہے۔ ع

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

غیر قرآنی اسلام کا فریب | (۳۰) انہوں (یہود و نصاریٰ) نے ایسی چال چلی کہ مسلمانوں کو قرآن سے یکسر بیگانہ بنا کر غیر قرآنی اسلام کے فریب میں الجھا دیا۔ اور یہ کچھ اس کامیاب طریق سے کیا کہ سادہ لوح مسلم اس سراب رنگ و بو کو ہیچ مچ کا گلستان سمجھنے لگ گیا۔ (طلوع اسلام اپریل ۸۲، صـ ۶۵)

اس عبارت کا مطلب بالکل واضح ہے اور وہ یہ کہ پرویز ہم مسلمانوں کے اسلام پر طنز کرتے ہوئے کہتا ہے کہ مسلمانوں کا اسلام غیر قرآنی اسلام کا فریب ہے۔ اور ساری دنیا کے مسلمان سادہ لوح یعنی احمق ہیں۔ جو اس فریب میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ اور یہ کہ ہمارا اسلام ایک سراب سے زیادہ کوئی حقیقت نہیں رکھتا جس کو ہم سادہ لوحی سے سچ مچ کا گلستان سمجھنے لگ گئے ہیں۔

ہم سمجھتے ہیں کہ یہ پرویز کی سرمستیوں، جسارتوں اور بیباکیوں کی انتہا ہے۔ کہ وہ ساری امتِ مسلمہ کے اسلام کو رد کرتے ہوئے اسے فریب اور سراب کہہ رہا ہے۔ اور مسلمانوں کو سادہ لوح اور احمق قرار دے رہا ہے لیکن اسے اپنے گریبان میں دیکھنا چاہیئے کہ خود اس کی حقیقت کیا ہے۔ ؎

اتنی نہ بڑھا پاکئی داماں کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ ذرا بندِ قبا دیکھ

اطاعت خدا و رسول کا مطلب افسرانِ ماتحت کی اطاعت ہے | (۳۱) یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَطِیْعُوااللّٰہَ وَاَطِیْعُواالرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ الخ (نساء ۱۵۹)

تم اس نظام کی پوری پوری اطاعت کرو جسے قوانین خداوندی کو نافذ کرنے کے لئے رسول نے قائم کیا ہے۔ اور اس نظام کے مرکز مقرر کردہ نمائندگانِ حکومت، افسرانِ ماتحت کی بھی اطاعت کرو۔ پھر اگر ایسا ہو کہ تم میں اور افسرانِ ماتحت میں کسی بات میں اختلاف ہو جائے تو اس کے لئے مرکز کی طرف رجوع کرو۔ یعنی افسرانِ ماتحت کے فیصلوں کے خلاف مرکزی اتھارٹی سے اپیل کرو۔ جو اس معاملہ کا قوانین خداوندی کے مطابق فیصلہ کرے گی۔ مرکزی اتھارٹی کے فیصلے کے خلاف کہیں اپیل نہیں ہو سکتی۔ اس کا فیصلہ آخری ہوگا۔ (مفہوم القرآن صـ ۱۹۷)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس مضمون پر مشتمل ایک اور عبارت ملاحظہ ہو۔

(۴۲) جن احکام کی جزئیات تک قرآن نے متعین کر دی ہیں۔ ان میں اس مرکز کو بھی ردّو بدل کا اختیار نہیں ہوتا لیکن جو احکام قرآن میں اصولی طور پر بیان ہوئے ہیں اس سے مقصد ہی یہ ہے کہ ان کی جزئیات میں اپنے اپنے زمانے کے مطابق ردّو بدل ہو سکتا ہے۔ احکام کی تنفیذ اور جزئیات کی تشکیل میں مرکز ملت اپنی جماعت سے مشورہ لیتا ہے (معراج انسانیت ص ۳۴۵)

اور " مقام حدیث " جلد اول ص ۵۵ پر لکھتا ہے۔

۴۳۔ قرآن میں جہاں جہاں اللہ و رسول کی اطاعت کا حکم آیا ہے۔ اس سے مراد امام وقت یعنی مرکز ملت کی اطاعت ہے۔ جب تک محمد صلی اللہ علیہ وسلم امت میں موجود تھے ان کی اطاعت اللہ و رسول کی اطاعت تھی اور آپ کے بعد آپ کے زندہ جانشینوں کی اطاعت اللہ و رسول کی اطاعت ہو گی۔ اور اطاعت عربی میں کہتے ہیں زندہ کی فرماں برداری کو"

ان تینوں عبارتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ پرویز اللہ اور رسول کی اطاعت کا قائل نہیں وہ کہتا ہے کہ اطاعت خدا و رسول سے مرکزی حکومت کے نمائندے، افسران ماتحت اور امام وقت یعنی مرکز ملت مراد ہے۔ اور بدرجۂ غایت یہ بھی کہتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب تک زندہ تھے ان کی اطاعت خدا اور رسول کی اطاعت تھی اور فوت ہو جانے کے بعد ان کی اطاعت ختم ہو گئی اور اب مرکزی حکومت کے نمائندوں اور ماتحت افسروں کی اطاعت خدا و رسول کی اطاعت ہے۔ لیکن یہ پرویز کا قرآن پر افترا ہے۔ قرآن کی رو سے صرف دو اطاعتیں فرض ہیں۔ ایک اللہ کی اور دوسری رسول کی۔ اور یہ حقیقت اُولی الامر والی آیت سے ثابت ہے۔ جس میں اَطِیعُوا کا لفظ اللہ اور رسول کے لئے آیا ہے۔ اور اولی الامر کی اطاعت اللہ و رسول کی اطاعت پر معطوف ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اولی الامر کی اطاعت مشروط ہے۔ مستقل نہیں۔ اولی الامر کی اطاعت اللہ و رسول کی اطاعت کے ماتحت ہے یعنی جب تک امام وقت اللہ و رسول کے احکام کی ماتحتی کرے۔ اس وقت تک اطاعت ہے اور اگر وہ کتاب و سنت سے ہٹ کر کوئی حکم دے تو اس کی اطاعت نہیں ہے۔ اس صورت میں امام وقت سے لوگوں کا تنازعہ ہو سکتا ہے۔ اس تنازعہ کو مٹانے کے لئے خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ:- " اس کو اللہ و رسول کی طرف لے جاؤ"

یعنی خدا اور رسول سے فیصلہ کراؤ۔ قرآن کی مذکورہ آیت سے ثابت ہوا کہ خدا اور رسول کے ساتھ اطاعت میں تنازعہ اور جھگڑا نہیں ہو سکتا۔ اور امام وقت کے ساتھ اس کی اطاعت کے سلسلے میں جھگڑا ہو سکتا ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ اس کی اطاعت خدا اور رسول کی اطاعت کی مانند نہ ہوئی۔ بلکہ اللہ و رسول کی اطاعت کی ماتحتی کے ساتھ مشروط ہوئی۔ پھر امام وقت کے ساتھ تنازعہ پڑ جانے کی صورت میں اس کو خدا و رسول کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

طرف لوٹانے سے ثابت ہوا کہ خدا اور اس کے رسول کی بات حجت فی الدین ہے اور امام وقت یا افسران ماتحت کی بات حجت فی الدین نہیں ہے۔ اگرچہ پرویز کو سنت اور حدیث رسول سے ابوجہل و ابولہب کی طرح چڑ ہے۔ لیکن مسلمانوں کے لئے قرآن وسنت کا فیصلہ بہرحال واجب الاطاعت ہے۔ جس سے نہ امام وقت مستثنیٰ ہے اور نہ افسران ماتحت۔

اور پرویز کی یہ بات بھی لغو اور باطل ہے کہ

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت آپؐ کی زندگی تک محدود تھی"

حالاں کہ آپؐ کی نبوت و رسالت قیامت تک باقی ہے۔ اس حقیقت پر قرآن خود گواہ ہے چنانچہ فرمایا

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا

اے پیغمبر! آپ کہدیں۔ کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

اور ایک دوسری آیت میں حضور اکرمؐ کو

سِرَاجًا مُّنِيرًا ط

کہا گیا ہے یعنی روشن چراغ اور یہی سراج (چراغ) کا لفظ سورج کے لئے استعمال ہوا ہے۔ فرمایا

وَجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ط

اور اللہ نے سورج کو چراغ بنایا ہے۔

تو جس طرح سورج کی ضیاپاشیاں قیامت تک کائنات کو منور کرتی رہیں گی۔ اسی طرح آفتاب رسالت کی ضیاپاشیاں بھی قیامت تک جلوہ گر ہوتی رہیں گی۔ آپؐ کی تعلیمات و ہدایات قیامت تک مسلمانوں کے لئے مشعل راہ ہیں۔ اور رحمۃ اللعالمین کی حیثیت سے آپؐ کی رحمتیں اور برکتیں ہمیشہ دنیائے انسانیت کے شامل حال رہیں گی۔

اس ضمن میں سورۃ جمعہ کی آیت ذیل بھی ملاحظہ ہو۔

• هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ وَّ آخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ۔

ترجمہ۔ "اللہ وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں ایک رسول انہی میں سے اٹھایا جو اس کی آئتیں ان کو سناتا ہے اور ان کو سنوارتا ہے اور سکھلاتا ہے ان کو کتاب اور عقلمندی۔ اور اس سے پہلے وہ صریح گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔ اور اٹھایا اس نے اس رسول کو ایک دوسرے لوگوں کے واسطے بھی انہی میں سے جو ابھی انہیں میں نہیں ملے۔"

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس آیت نے بتا دیا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور تعلیم و تزکیہ اور ہدایت آپؐ کی مخاطب قوم تک اور
پؐ کی زندگی تک محدود نہ تھی۔ بلکہ آپ کی تعلیم و ہدایت کا سلسلہ بعد میں قیامت تک آنے والی قوموں کے لئے بھی ہے
ر قیامت تک جو جو قومیں اسلام اور مسلمانوں میں شامل اور لاحق ہوتی چلی جائیں گی۔ ان کے لئے آپؐ کی تعلیم و تزکیہ
ر ہدایت و تربیت بالکل اسی طرح مشعلِ راہ ہے جس طرح آپؐ کی حیاتِ مبارکہ میں مشعلِ راہ تھی۔ اور آپؐ کے
کام و ہدایات کی اطاعت قیامت تک مسلمان ہونے والی قوموں پر بالکل اسی طرح واجب ہے جس طرح آپ کی مبارک
ندگی میں واجب تھی۔

اور سورہ یٰس کی ایک آیت بھی اس حقیقت پر دلالت کر رہی ہے۔ فرمایا:۔

وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ
لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَّيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۔

ترجمہ۔ اور ہم نے اس کو شعر کہنا نہیں سکھایا اور نہ یہ اس کے لائق ہے یہ تو خالص نصیحت ہے اور صاف
آن ہے تاکہ ڈر سنائے اس کو جس میں جان ہو۔ اور منکروں پر الزام ثابت ہو۔"

اس آیت نے بتا دیا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت اور انذار ان لوگوں کے لئے مفید ہے جو حقیقی
یات سے بہرہ مند ہوں۔ اور جن میں اثر قبول کرنے کی صلاحیت ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تبشیر
ر انذار ان لوگوں کے لئے ہے جو زندہ ہیں۔ اور جو زندہ ہوتے ہوئے بھی مردوں کے شمار و قطار میں ہیں۔
ہ اس ہدایتِ ابدی اور سعادتِ سرمدی سے مستفید نہیں ہو سکتے۔

چوں کہ پرویز میں اپنی کجروی اور کج فہمی کی بنا پر حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کا اثر
بول کرنے کی ذرا بھی صلاحیت نہیں ہے اس لئے وہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات و ہدایات میں
وشگافیاں کرتا ہے اور آپ کی اطاعت سے فرار و گریز کی نفسانی اور شیطانی راہیں تلاش کرنے میں
ندہی سے مصروف ہے اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضانِ نبوت سے محروم ہے۔

اور پرویز کی یہ بات کہ

" جو احکام قرآن میں اصولی طور پر بیان ہوئے ہیں اس سے مقصد ہی یہ ہے کہ ان جزئیات میں اپنے
پنے زمانے کے مطابق ردّ و بدل ہو سکتا ہے اور مرکزِ ملّت اپنی جماعت کے مشورہ سے ان جزئیات کی
شکیل کر سکتا ہے۔"

شریعتِ حقّہ کو باطل کرنے کے مترادف ہے۔ قرآن نے نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ اور حج وغیرہ احکام کی
جزئیات متعین نہیں کی ہیں۔ یہ کام آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی تبیین اور وحی سے سرانجام

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فرما دیا ہے۔ اور قیامت تک ان جزئیات میں کوئی مرکزِ ملت، امام وقت اور جماعت ردّو بدل نہیں کرسکتی۔ قرآن کی رو سے تمام اہلِ اسلام کا یہی متفقہ مسلک ہے۔ لیکن پرویز کی یہ کتنی دیدہ دلیری اور گستاخی ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتب کردہ جزئی احکام کی تغلیط کرتا ہے۔ اور ان کی تکذیب پر مصر ہے۔ یہ ایک بڑا فتنہ اور رخنہ ہے جو اس نے دینِ نبی میں پیدا کیا ہے ع

رخنہ در دینِ نبی انداختند

ختم نبوّت سے انکار

۳۴۔ اب سلسلۂ نبوت ختم ہوگیا ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ اب انسانوں کو اپنے حالات کے فیصلے آپ کرنے ہوں گے۔ صرف یہ دیکھنا ہوگا۔ کہ ان کا کوئی فیصلہ ان غیر متبدّل اصولوں کے خلاف نہ جائے۔ جو وحی نے عطا کئے ہیں۔ اور جو اب قرآن کی دفتین میں محفوظ ہیں (سلیم کے نام ج ۲ ص ۱۲۰)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ پرویز ان معنوں میں ختم نبوت نہیں مانتا۔ جو اہل اسلام مانتے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکار بھی پرویز کی طرح ختم نبوت مانتے ہیں۔ لیکن اس سے جو معنی مراد لیتے ہیں وہ اہلِ اسلام کے برعکس ہیں۔ اور اسی بنا پر اہلِ اسلام نے بالاتفاق اور بالاجماع مرزا غلام احمد اور اس کے جملہ متبعین قادیانیوں اور لاہوریوں کو اپنے معاشرے سے خارج کر دیا ہے۔ اور دائرۂ اسلام سے نکال باہر کیا ہے۔

ختم نبوت کا صاف مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کو ہر لحاظ سے مکمل کر دیا ہے۔ اور اس کے اصول و کلیات کی روشنی میں رسول اللہ علیہ وسلم نے تمام جزئیات کی تشکیل فرما دی ہے۔ اس لئے قیامت تک اسلام کے کلیات و جزئیات میں کوئی حک و اضافہ اور ترمیم و تنسیخ نہیں ہوسکتی۔ اور جو شخص اس کے خلاف دعوت دے وہ باتفاق امتِ مسلمہ خارج از اسلام ہے۔ پرویز کے دعوئ باطل کے برعکس مسلمان اپنے معاملات کے فیصلے آپ کرنے میں قطعاً آزاد نہیں ہیں بلکہ وہ قرآن و سنّت کے پابند ہیں۔

ختم نبوت سے انکار کے متعلق پرویز کا ایک اور اندراج ملاحظہ ہو۔

ختم نبوّت اور حریتِ فکر و عمل

۳۵۔ ختم نبوت کا اعلان خود زبانِ نبوت سے ہوا ہے۔ یہ اعلان ہے اس حقیقت کا کہ اب انسان سنِ شعور کو پہنچ گیا ہے اور اسے صرف اتنی راہ نمائی کی ضرورت ہے کہ ہر دوراہے پر معلوم ہو جائے کہ یہ راستہ کس طرف جاتا ہے اور وہ راستہ کس سمت کو۔ تم نے غور کیا سلیم کہ رسالتِ محمدیہؐ نے اس باب میں کس قدر حریتِ فکر و عمل اور خود اعتمادی اور خود فیصلگی عطا کی ہے۔

(سلیم کے نام۔ ج ۲۔ ص ۱۴۰)

اس اندراج سے پرویز کا تصورِ ختم نبوت اور بھی بے نقاب ہوگیا ہے۔ اس کی ساری قوتیں اس پر صرف ہو رہی ہیں کہ مسلمانوں کی گردنوں سے "ربقۂ اسلام" اتار کر پھینک دیا جائے۔ اور مسلمانوں کو قرآن و سنت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سے یکسر بیگانہ کیا جائے اور انہیں اسلامی معاملات میں ایسی آزادی دی جائے جو مادر پدر آزاد قسم کی ہو۔ امرِ واقعہ یہ ہے کہ پرویز نے ختم نبوت پر روز روشن میں ڈاکہ ڈالا ہے۔ اس نے سلیم کے نام جو خطوط لکھے ہیں ان میں اس نے گوناگوں حربوں سے کام لے کر مسلمانوں کے اساسی عقائد توحید و رسالت اور ختم نبوت کو داغدار اور مسخ کر دیا ہے۔ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ مقدس ہے کہ

"لا یؤمن احدکم حتی یکون ھواہ تبعاً لما جئت بہ"

یعنی تم میں سے مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک اس کی ہوائے نفسانی ان جملہ احکام کی تابع نہ ہو جائے جو میں لایا ہوں۔

ہم پوچھتے ہیں کہ کیا یہ پرویز کا رسالت محمدیہ کے ساتھ صریحاً مذاق نہیں ہے۔ وہ کہتا ہے کہ:-

"رسالت محمدیہ نے اس باب میں حریت فکر اور خود اعتمادی اور خود فیصلگی عطا کی ہے۔"

یہ یقیناً مذاق ہے۔ اسلامی معاملات میں کسی کو فکر و عمل کی آزادی اور خود فیصلگی کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ اور جو اس دعوے کا علمبردار ہے وہ مذکورہ حدیث نبوی کا مصداق ہے اور وہ ایمان بالرسول کی نعمت اور دولت سے محروم ہے۔

پرویز نے ختم نبوت کا جو مفہوم بیان کیا ہے اس کی مزید وضاحت و تاکید کے لئے اس کی ایک اور عبارت پیش کی جاتی ہے۔

نبوت کا دروازہ بند کرنے کا مقصد | ۳۶۔ نبوت کا دروازہ بند کرنے سے مقصد ہی یہ تھا کہ ذہن انسانی کی کھڑکیاں کھول دی جائیں۔ (سلیم کے نام ج ۲ ص ۲۱۴)

اس پر مزید کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ پرویز ختم نبوت کے اس عقیدے سے علی الاعلان منکر ہے۔ جو عہد نبوی سے لے کر اب تک تمام مسلمانوں کا متفقہ اور اساسی عقیدہ چلا آ رہا ہے۔ اور اس سلسلے میں وہ مرزا غلام احمد قادیانی سے بھی سبقت لے گیا ہے۔

اب پرویز کا ان عبارتوں کا نمونہ دیکھئے جن میں اس نے خود مرکز ملت کا منصب سنبھالتے ہوئے قرآن حکیم کے اصولی احکام کی جزئیات میں رد و بدل کیا ہے اور امت مسلمہ کے متفقہ مسلک کو مسترد کر دیا ہے۔ بلکہ خود قرآن کے اصولی احکام کی ایسی من گھڑت تعبیرات کی ہیں جن سے ان کا حلیہ ہی بدل گیا ہے۔ نماز کے متعلق اس کا ایک اندراج ملاحظہ کیجئے۔

نماز صراطِ مستقیم پر چلنے کا نام ہے | ۳۷۔ الصلوٰۃ صراطِ مستقیم پر چلنے کا نام ہے وہ صراطِ مستقیم جس کے متعلق فرمایا۔ اِنَّ رَبِّی عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْم۔ میرے نشو و نما دینے والے کا قانونِ ربوبیت خود

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

متوازن راہ پر چل رہا ہے۔ اس کے پیچھے پیچھے تم بھی چلو۔ مُصلّیٰ اس گھوڑے کو کہتے ہیں جو گھوڑ دوڑ میں پہلے نمبر کے بالکل پیچھے ہو۔ جو اِدھر اُدھر کی راہوں میں نکل جائے وہ مُصلّیٰ نہیں۔ اس لئے سورۂ قیامت میں نظام اسلام سے منہ موڑنے والے کے متعلق فرمایا۔

فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰى وَلٰكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى کہ وہ تصدیق نہیں کرتا اور نہ ہی صلوٰۃ کا پابند ہے بلکہ تکذیب کرتا ہے۔ اور گریز کی راہیں اختیار کرتا ہے۔ دیکھو سلیم! یہاں تصدیق کے مقابلے میں تکذیب ہے۔ اور صلّٰی کے مقابلے میں تولّٰی یعنی گریز کی راہیں نکالنا۔ اس لئے مصلی وہ ہوگا جو متوازن راہ (صراط مستقیم) پر اپنے نشوونما دینے کے قانون ربوبیت کے عین مطابق چلتا جائے اور ادھر ادھر دیکھے تک نہیں۔ سجدہ سے مراد ہی قانون خداوندی کی اطاعت ہے یعنی سجدہ ہر غیر خداوندی قانون کی اطاعت سے انکار اور قانون خداوندی کی اطاعت کا مظہر ہے۔ اس طرح سورۂ مرسلات میں مجرمین اور مکذبین کے متعلق کہا گیا ہے۔

وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ ارْكَعُوا لَا يَرْكَعُونَ۔ کہ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ رکوع کرو تو یہ رکوع نہیں کرتے۔ یعنی قانون خداوندی کی تکذیب اور اس سے سرکشی رکوع سے مانع ہوتی ہے۔ لہٰذا رکوع کے معنی قانون خداوندی کی عملی تصدیق اور اس کے سامنے جھک جانا ہے (سلیم کے نام ص ۲۰۹/۲۱۰)

ہم نے پرویز کی طویل عبارت بلا کم و کاست اس لئے نقل کی کہ اس کو شکایت کا موقع نہ رہے۔ اور قارئین کو اسے سمجھنے میں آسانی ہو۔

مذکورہ عبارت میں اس نے صاف صاف کہا ہے کہ:۔

۱۔ الصلوٰۃ صراطِ مستقیم پر چلنے کا نام ہے۔

۲۔ نشوونما دینے والے کے قانونِ ربوبیت کے پیچھے چلنے والا نمازی ہے۔

۳۔ گھوڑ دوڑ کے پہلے نمبر پر رہنے والے کے پیچھے والا نمازی ہے۔

۴۔ سجدہ سے مراد قانونِ خداوندی کی اطاعت ہے۔

۵۔ رکوع سے مراد قانونِ خداوندی کے سامنے جھک جانا ہے۔

نماز پنج وقتہ فرضِ عین ہے اور اس کی ہیئت اور کیفیت وہی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہے اور آپ کی معمول رہی ہے اور امت مسلمہ چودہ سو سال سے اس نماز کو پڑھتی چلی آرہی ہے۔ لیکن پرویز کو اس سے انکار ہے۔ اس کے نزدیک قانونِ ربوبیت کے پیچھے چلنا ہی نماز ہے۔ اور سجدہ و رکوع سے قانون خداوندی کی اطاعت اور اس کے سامنے جھک جانا ہے۔ غرض اس نے اپنی ہفوات کے ذریعے نماز کا تصور ہی بدل دیا ہے اور اسی طرح اس نے اسلام کے ایک بنیادی ستون کو گرا کر ساری اسلامی عمارت کو تہ و بالا کر دیا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پرویز قرآن وسنت کی بتائی ہوئی نماز سے نہ صرف انکار کر رہا ہے بلکہ اس کی تغلیط اور تکذیب پر مُصر ہے۔

نماز کے متعلق پرویز کی ایک دوسری عبارت پیش کی جاتی ہے۔ جس میں وہ ہمیں بتاتا ہے کہ اقامتِ صلوٰۃ کا مطلب یہ ہے کہ مساکین کو کھانا کھلایا جائے۔ پوری عبارت یہ ہے:۔

۴۸۔ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ۔ کہا اُن کے ساتھ شامل نہ ہوئے جنہوں نے نظامِ صلوٰۃ قائم کیا تھا۔ نظامِ صلواۃ کیا ہے اس کے متعلق میں بہت کچھ لکھ چکا ہوں۔ لیکن قرآن نے اس تمام تفصیل کو سمیٹ کر ایک فقرہ میں رکھ دیا ہے۔ یعنی وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ۔ ہم مساکین کے رزق کا انتظام نہیں کیا کرتے تھے۔ (سلیم کے نام ۲۷۴)

اس میں شک نہیں کہ مساکین کو کھانا کھلانا اور ان کی معاشی ضرورتوں کا انتظام کرنا مسلمانوں کا اہم فریضہ ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ نظامِ صلواۃ اور نظامِ معاش ایک ہی چیز ہے۔ یہ دونوں علیحدہ اور الگ الگ حقیقتیں ہیں جن میں سے ایک کو ماننا اور دوسری کا انکار کرنا سب سے بڑا الحاد و زندقہ ہے جس میں پرویز گرفتار ہے۔ دراصل قرآن مجید نے نظامِ صلواۃ کے ساتھ نظامِ زکوٰۃ قائم کرنے پر زور دیا ہے جو طبقاتی کش مکش کا بہترین حل ہے

پرویز نے جس طرح مسلمانوں کو فریضہ نماز کی ادائیگی سے بری الذمہ کرنے کے لئے مساکین کو کھانا کھلانے کا نسخہ بتایا ہے اسی طرح اس نے روزے کے بارے میں بھی یہی نسخہ بتایا ہے کہ روزہ رکھنے میں تکلیف ہو تو اس کا فدیہ یعنی مسکین کو کھانا کھلایا جائے یہ حوالہ پہلے گذر چکا ہے۔

نصابِ زکوٰۃ میں کمی بیشی کا اختیار ۴۹۔ قرآن نے زکوٰۃ کا حکم دے کر اس کی شرح و قیود کو غیر متعین چھوڑ دیا ہے تاکہ ہر زمانے کی اسلامی حکومت اپنی اپنی ضروریات کے مطابق اسے خود متعین کرتی رہے۔ قرونِ اولیٰ میں اگر خلافتِ راشدہ نے اپنے زمانے کی ضرورت کے مطابق اڑہائی فیصد مناسب سمجھا تھا اس وقت بھی شرعی شرح تھی۔ اگر آج کوئی اسلامی حکومت کہے کہ اس کی ضروریات کا تقاضا بیس فیصدی ہے تو یہی بیس فیصد شرعی شرح قرار پائے گی (سلیم کے نام ۸۲/۸۳)

پرویز نے "اقیموا الصلواۃ" کی طرح "آتوا الزکوٰۃ" کا مفہوم بھی بدل دیا ہے اس کو معلوم ہونا چاہئے کہ زکوٰۃ کے شرعی مقادیر کو کوئی مرکزِ ملّت اور اسلامی حکومت بدلنے کی مجاز نہیں ہے۔ یہ شریعت میں اضافہ ہوگا جس کی کبھی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صریح فرمان ہے۔

"من احدث فی امرنا هذا ما لیس منه فهو ردٌّ"

کہ جس نے ہمارے دین میں ایک نئی بات کا اضافہ کیا تو اس کی وہ بات مردود ہے۔

اس لئے ہم کہتے ہیں کہ جو کوئی بھی مقادیر شرعی کمی بیشی کی بات کرے وہ مردود ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مذکورہ عبارت میں یہ بات بھی لکھی گئی ہے کہ ہر زمانے کی حکومت اپنی اپنی ضروریات کے مطابق زکوٰۃ کی شرح متعین کرنے کی مجاز ہے۔ جب کہ زکوٰۃ حکومت اپنی ضروریات پر شرعاً خرچ نہیں کر سکتی۔ قرآن مجید نے خود زکوٰۃ کے آٹھ مصارف متعین کئے ہیں۔ جن کے علاوہ زکوٰۃ حکومت کی کسی بھی دوسری مد میں خرچ نہیں ہو سکتی۔ یہ ضروریات والی بات بھی احداث فی الدین ہے۔ اور قرآن کے مقرر کردہ "مصارف ثمانیہ" پر اضافہ ہے۔ جو مردود اور قابل مواخذہ ہے۔

پرویز نے جس طرح نماز، زکوٰۃ اور روزے کے قرآنی مفاہیم میں من مانی تحریفات اور تلبیسات کی ہیں اسی طرح وہ قربانی کے قرآنی مفہوم کو بھی نہیں مانتا۔ بلکہ اس کو ایک رسم اور ضیاع مال قرار دیتا ہے اور اس کی شدت سے مخالفت کرتا ہے۔ اس مقصد کے لئے دو اندراجات ذیل میں پیش کئے جاتے ہیں۔

قربانی رسم ہے | ۴۰۔ اسی طرح حاجیوں کی وہ قربانیاں جو وہ آج کل کرتے ہیں محض ایک رسم کی تکمیل ہے۔ (قرآنی فیصلے)

قربانی ضیاع مال ہے | ۴۱۔ ذرا حساب لگائیے کہ اس رسم قربانی کو پورا کرنے کے لئے اس غریب قوم کا کس قدر روپیہ ہر سال ضائع ہو رہا ہے۔ (قرآنی فیصلے)

لیکن قرآن سے ثابت ہے کہ قربانی تمام انبیاء علیہم السلام اور ان کی امتوں میں شرعاً مروج رہی ہے۔ فرمایا

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ (پ ۱۷ ع ۱۲)

ترجمہ۔ اور ہم نے ہر امت کے واسطے قربانی کرنا مقرر کیا تھا تاکہ وہ اللہ کا نام یاد کریں۔ بعض ان چارپایوں پر جو ہم نے ان کو دئے ہیں"

اور حج میں بھی قربانی کرنا قرآن سے ثابت ہے۔ فرمایا۔

وَأَذِّن فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَىٰ كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِن كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ ۝ لِّيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَاتٍ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ۖ فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيرَ (پ ۱۷ ع ۸)

ترجمہ۔ اور لوگوں میں حج کے لئے پکار دو کہ لوگ تمہاری طرف (دوڑے چلے) آئیں گے (حج کے لئے) پیادہ بھی اور دبلی اونٹنیوں پر بھی آئیں گے ہر راہ دور سے۔ تاکہ اپنے (دین و دنیا کے) فائدوں کے لئے آموجود ہوں اور اللہ کا نام لیں ایام مقررہ میں ان چارپایوں پر جو اللہ نے ان کو عطا کئے ہیں۔ پس کھاؤ ان میں سے تم بھی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ور کھلاؤ مصیبت زدہ محتاج کو۔"

اس آیت سے معلوم ہوا کہ حج میں قربانی کے ایام میں حاجیوں پر قربانی واجب ہے لیکن پرویز کہتا ہے کہ

" حاجیوں کی وہ قربانیاں جو وہ آج کل کرتے ہیں محض ایک رسم کی تکمیل ہے۔"

اور عام مسلمانوں پر بھی عید الاضحیٰ کی قربانی واجب ہے۔ جب کہ وہ صاحب نصاب ہوں۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ سے ثابت ہے۔ چنانچہ فرمایا:۔

ما عمل ابن آدم من عمل یوم النحر احبّ الی اللّٰہ من اھراق الدّم وانہ لیاتی یوم القیامۃ بقرونھا واشعارھا واظلافھا وان الدم لیقع من اللّٰہ بمکان قبل ان یقع بالارض فطیبوا بھا نفسًا (ترمذی وابن ماجہ)

ترجمہ:۔ کوئی عمل بقر عید کے دن خدا تعالیٰ کو خون بہانے سے زیادہ عزیز نہیں۔ اور وہ قربانی قیامت کے دن اپنے سینگوں اور بالوں اور کھروں سمیت آئے گی۔ اور بے شک قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے ہی جناب الٰہی میں مقبول ہو جاتا ہے پس خوش کرو اس قربانی کے ساتھ اپنے دلوں کو۔"

لیکن پرویز جو منکر قرآن و حدیث ہے کہتا ہے کہ قربانی ضیاع مال ہے۔ اگر اس کا ضیاع مال کا فلسفہ مان لیا جائے۔ تو پھر صرف قربانی ہی نہیں بلکہ حج اور دوسرے احکام اسلام سے بھی ہاتھ دھونے پڑیں گے فرزندان اسلام ہر سال حج ادا کرنے پر کروڑوں بلکہ اربوں روپیہ خرچ کرتے ہیں۔ اور عظیم معاشی نقصانات کے متحمل ہوتے ہیں۔ اسی طرح زکوٰۃ کی ادائیگی بھی بظاہر معاشی نقصان ہے۔ اور روزے کے لئے اہتمام و تیاری بھی روزہ داروں کو زیادہ خرچ کرنا پڑتا ہے۔ اور پنجوقتہ نمازوں پر بھی بہت سارا وقت خرچ ہوتا ہے جب کہ وقت ہر انسان کا قیمتی سرمایہ ہے۔ اور موجودہ ایٹمی اور صنعتی دور میں اس کی قیمت اور بھی بڑھ گئی ہے۔

لیکن ہم منکر حدیث و قرآن پرویز کو بتانا چاہتے ہیں کہ امت مسلمہ اس کی ملحدانہ ہفوات اور کمیونزم پر مبنی معاشی تصورات کو پرکاہ کے برابر بھی وقعت نہیں دیتی اور انہیں سختی کے ساتھ رد کرتی ہے۔

پرویز کے نزدیک خدا کا تصور

۴۳۔ خدا کے تصور کا ایک مفہوم وہ ہے جسے خدا نے خود متعین کیا ہے اور جو سلیم! قرآن کے حروف و نقوش میں جگمگ جگمگ کرتا دکھائی دیتا ہے۔ اس مفہوم کی رو سے ان مقامات پر، خدا سے مفہوم ہے۔ وہ نظام جو اس کے متعین فرمودہ ابدی قوانین کی بنیادوں پر قائم ہوتا ہے۔ (سلیم کے نام ص۲۲۶)

اس عبارت میں پرویز نے خدا کا جو مفہوم بتایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا اس نظام کو کہتے ہیں جو اس کے ابدی قوانین کی بنیادوں پر قائم ہوتا ہے۔ جب یہ نظام قائم ہو جائے گا اس وقت خدا موجود ہوگا۔ جب ایسا نظام نہیں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تو خدا کا وجود بھی نہیں ۔ العیاذ باللہ۔

یہ ہے پرویز کی قرآنی تحقیق اور ریسرچ جس سے ہم خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔ یہ تحقیق اور ریسرچ نہیں بلکہ حماقت و جہالت ہے اور دہریت والحاد ہے جس کا مرتکب ہے ۔

اسلامی نظام صداقت پر مبنی نہیں | ۴۳۔ اسلامی نظام چند دنوں کے لئے قائم ہوا۔ اس کے بعد ختم ہو گیا۔ اگر یہ نظام صداقت پر مبنی تھا اور اس میں آگے بڑھنے کی صلاحیت تھی تو یہ ہمیشہ کے لئے کیوں قائم نہ رہا۔ اور آج تک کہیں بھی قائم نہیں ہوا۔ (قرآنی فیصلے)

اس قسم کی خرافات پر مشتمل ایک اور عبارت ملاحظہ ہو۔

تیرہ سو سال پہلے کا دورِ وحشت | ۴۴۔ آپ (علماء) اپنی قوم کے دامن کو پکڑ کر آج سے تیرہ سو سال پہلے کے دورِ وحشت کی طرف گھسیٹ رہے ہیں ۔ (قرآنی فیصلے)

ان عبارتوں میں پرویز نے کسی خوف و خطر کے بغیر برملا کہا ہے کہ اسلامی نظام صداقت پر مبنی نہیں اور نہ اس میں آگے بڑھنے کی صلاحیت ہے۔ ورنہ یہ ہمیشہ کے لئے قائم رہتا۔ پھر اس کی دیدہ دلیری اور دریدہ دہنی دیکھئے کہ وہ ڈنکے کی چوٹ کہتا ہے کہ "تیرہ سو سال پہلے کا دور وحشت کا دور تھا"۔ لغت میں وحشت کے معنی ہیں "حیوانیت جنون، جہالت۔ آوارگی"۔

تو معلوم ہوا کہ پرویز اسلام کے دورِ اول یعنی عہدِ رسالت اور عہدِ صحابہ کو دورِ وحشت کہتا ہے۔ اور یہ اسلام اور پیغمبرِ اسلام کی شانِ اقدس میں ایسی دریدہ دہنی اور گستاخی ہے جو موجب ارتداد ہے۔

امتِ مسلمہ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ سب زمانوں سے بہتر زمانہ جناب سید الکونین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی تھا۔ جب کہ قرآن نازل ہو رہا تھا۔ رحمتِ دو عالم اپنے عمل سے اس نور کو پھیلا رہے تھے۔ آپؐ کے ہدایت یافتہ صحابہؓ اسوۂ پاک کی مشعلیں اٹھائے دنیائے انسانیت سے جبر و استبداد، ظلم و ستم اور وحشت و جہالت کی تاریکیاں مٹا رہے تھے۔ بدی مٹ رہی تھی اور نیکی بڑھ رہی تھی۔ صدیوں سے کفر و شرک۔ بے حیائی۔ بدکاری۔ چوری۔ راہ زنی۔ خیانت۔ جھوٹ۔ فریب اور شراب خوری جو لوگوں کی رگ رگ میں رچی ہوئی تھی — رحمۃ للعالمین کے دورِ مبارک میں سب کا استیصال ہو گیا۔

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے زمانے کو خیر القرون فرمایا ہے۔ اور زمانۂ صحابہ، تابعین و تبع تابعین کو بھی اس لقب کا مستحق قرار دیا۔ چنانچہ فرمایا :-

"خیر امتی قرنی ثم الذین یلونھم یلونھم"

میری امت کا بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے۔ پھر ان لوگوں کا زمانہ جو ان کے قریب اور متصل ہے پھر ان

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لوگوں کا زمانہ ہے جو ان کے قریب ہے۔

یہ ہے تیرہ سو سال پہلے کا وہ دورِ ہمایوں و مبارک جس کو ملحدِ اعظم دورِ وحشت کہہ رہا ہے۔ اور علمائے اسلام کو طعنہ دے رہا ہے کہ

"آپ اپنی قوم کے دامن کو پکڑ کر آج سے تیرہ سو سال پہلے کے دورِ وحشت کی طرف گھسیٹ رہے ہیں" ۵

یہ کیا اندھیر ہے اے دشمنِ مہر و وفا مجھ سے
ہوس نے کامِ جاں پایا محبت شرمسار آئی

دراصل پرویز اپنے خاص مشن کے مطابق مسلمانوں بالخصوص تہذیب حاضر کے پرستاروں کو قرآن مقدس، اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم سے خاکم بدہن برگشتہ کر رہا ہے اور اپنی ساری قوتیں قانونِ ربوبیت کے پردے میں کمیونزم اور اشتراکیت کو قرآن مجید کے عین مطابق ثابت کرنے کی مذموم کوششوں میں مصروف ہے جس پر ہم انشاء اللہ تعالیٰ آیندہ فرصت میں مفصل بحث کریں گے۔

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش
من انداز قدت را می شناسم

چکا ہوں۔ فتویٰ تو حد درجہ احتیاط اور ذمہ داری کا کام ہے۔

حضرت مولانا اعزاز علی صاحب دارالعلوم دیوبند کے شیخ الادب بھی تھے اور شیخ الفقہ بھی۔ پھر تدریس وغیرہ سے انہیں فارغ کرکے صدر مفتی بنا دیا گیا۔ موصوف کی مجھ پر بے پناہ شفقت تھی۔ طلبہ ان کے احترام اور جلال کی وجہ سے سامنے نہ آسکتے تھے بات کرنے کی تو کسی کو جرأت ہی نہ تھی۔ میں ان کی شفقتوں اور خصوصی مہربانیوں سے جری ہوگیا تھا۔ جب نماز مغرب کے بعد آپ اپنے کمرے میں تشریف لے گئے تو میں حاضر خدمت ہوا اور صدر مفتی بننے پر مبارک باد پیش کی۔ اور عرض کیا حضرت! بہت خوب ہوا آپ تدریس وغیرہ کی فکر سے بے غم ہوگئے ہیں۔ افتاء مل گئی ہے اب آرام سے مطالعہ و تحریر میں وقت گذرے گا۔

مولانا اعزاز علی صاحب نے فرمایا:-

افتاء تو ایک بارِ گراں ہے علم ایک دریا ناپید کنار ہے۔ ہزاروں لاکھوں مسائل ہیں روزانہ سینکڑوں نئے مسائل پیدا ہوتے ہیں حالات اور زمانہ کی رفتار پر مفتی کے لئے نظر رکھنا ضروری ہے جب کہ تدریس آسان کام ہے کولھو کے بیل کی طرح آنکھوں پر پٹی باندھ کر ایک ہی دائرے میں گھومنا پڑتا ہے۔ شام تک مسلسل چلنے سے سینکڑوں میل کا فاصلہ بنتا ہے مگر جب آنکھیں کھول دی جاتی ہیں تو پھر وہی جگہ ہوتی ہے جہاں سے سفر شروع کیا تھا۔ مدرس تو ہر سال وہی پڑھاتا ہے جو پچھلے سال پڑھایا تھا جب کہ فتویٰ بے حد مشکل کام ہے اس کے لامتناہی مسائل فروعات اور جزئیات ہیں۔ بس اب دعا فرماتے رہتے کہ اللہ پاک اس کی اہلیت عطا فرمادے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بہترین لباس تقویٰ کا لباس ہے

"لباس التقوىٰ ذٰلك خيرٌ"

گل احمد ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com